بسم اللہ الرحمن الرحیم

الرایہ کی متفرقات—شمارہ 615

پہلے صفحے کی پیشانی پر

بے شک خلافت ہی اسلام میں نظام حکومت ہے؛ اسی کے ذریعے دین قائم کیا جاتا ہے اور اسلام کا نظام مکمل طور پر نافذ کیا جاتا ہے، اور یہ وہ نظام حیات ہے جسے ہم سے پہلے مسلمانوں نے بہترین طریقے سے نافذ کیا، چنانچہ وہ بہترین امت ثابت ہوئے جو لوگوں کے لیے وجود میں لائی گئی ہے۔ انہوں نے ملکوں کو فتح کیا اور کئی صدیوں تک دنیا کے سربراہ رہے۔ اور ہم اپنے رب کو راضی نہیں کر سکتے، اس کے وعدے کو سچا ثابت نہیں کر سکتے اور اپنے رسول ﷺ کی بشارت کو پورا نہیں کر سکتے، سوائے اس کے کہ ہم اس عظیم منصوبے کو اٹھائیں اور نبوت کے نقشِ قدم پر دوسری خلافتِ راشدہ کے قیام کے لیے کام کریں، اور ہمیں کامل یقین ہے کہ یہ اللہ کے اذن سے جلد ہی قائم ہونے والی ہے۔ ﴿وَعْدَ اللَّهِ ۖ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ "یہ اللہ کا وعدہ ہے، اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔" (سورۃ الروم: آیت 6)

===

پہلے صفحے کے لیے:

شام کے نئے حکمرانوں کی یہودی رہنماؤں سے ملاقاتیں ایک سنگین جرم ہے

ویب سائٹ 'ایکسیس' (Axios) نے اتوار کے روز اردن میں ایک اعلیٰ سطحی اجلاس کے انعقاد کا انکشاف کیا ہے جس میں شام کے وزیر خارجہ اسعد الشیبانی اور یہودی وجود کے موساد کے سربراہ رومان غوفمان نے شرکت کی، تاکہ یہودی وجود کے حالیہ حملوں کے بعد پیدا ہونے والے تناؤ کو قابو میں لانے کے طریقوں پر بحث کی جا سکے۔ اور یہودی وجود نے ادلب کے مضافات میں ابو الظہور فوجی ہوائی اڈے کے رن وے اور ہینگرز کو نشانہ بناتے ہوئے کئی فضائی حملے کیے تھے، اور یہ بہانہ بنایا تھا کہ اس کا مقصد ترکی کی فوجی نقل و حرکت کو روکنا ہے؛ جس کی دمشق اور انقرہ دونوں نے تردید کی اور اس بات پر زور دیا کہ اس مقام پر ترکی کا کوئی مستقل عملہ یا فوجی اڈے موجود نہیں ہیں۔

الشیبانی نے رائٹرز اور ایکسیس کے ذریعے یہ اعلان کیا تھا کہ دمشق تناؤ کو کم کرنے اور ایک ایسے امن معاہدے تک پہنچنے کے لیے مذاکرات کی بحالی کا خواہاں ہے جو حملوں کی بندش اور حال ہی میں مقبوضہ علاقوں سے واپسی سے مشروط ہو، جبکہ یہودی وجود کا سیکیورٹی کا نظام بفر زونز قائم کرنے، غیر مسلح کرنے اور ترکی کی کسی بھی قسم کی فوجی موجودگی پر پابندی عائد کرنے پر بضد ہے۔ ایک نازک موڑ پر، اور ایک ایسے وقت میں جب یہود زمین اور فضا میں ملک کی حرمت کو پامال کر رہے ہیں، اور غزہ میں ہمارے بھائیوں کے خلاف پے در پے قتلِ عام کا ارتکاب کر رہے ہیں، ہم ایک سنگین جرم اور عبرت ناک سیاسی زوال کے سامنے کھڑے ہیں، جو شامی وزیر خارجہ اور موساد کے سربراہ کے درمیان ہونے والی ملاقاتوں کی شکل میں سامنے آیا ہے جو 'تناؤ کو قابو میں لانے' اور 'Sentry انتظامات' کے بہانے کی جا رہی ہیں! یہ ایک ایسا قدم ہے جسے ایجنٹی کی اتھاہ پستی کی

طرف ایک خطرناک پھسلن سمجھا جارہا ہے، اور جو اپنے بعد خود مختاری، وقار، زمین اور مقدسات کے ضیاع کا پیش خیمہ ہے۔ اور اس پر حزب التحریر/ولایہ شام کے میڈیا آفس کے ایک پریس ریلیز نے درج ذیل حقائق پر زور دیا ہے:

اول: ایک ایسے دشمن کے ساتھ تعلقات کو معمول پر لانے کے لیے ملاقاتیں کرنا جو ہماری زمین پر غاصب ہے اور ہم پر اپنی دھونس جمارہا ہے، ایک سنگین جرم ہے جسے کسی بھی بہانے قبول یا جائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔ نیز حملوں کے فوراً بعد مذاکرات کی طرف بھاگنا مجرم کو اس کے جرم پر انعام دینے کے سوا کچھ نہیں ہے۔

دوم: عہد شکن کے طور پر معروف یہود کے ساتھ پے در پے مراعات اور لچک کا راستہ اختیار کرنا ایک ازلی دشمن کے سامنے ایک خطرناک پھسلن ہے، اور ہمارا حال اوسلو اتھارٹی سے بہتر نہیں ہوگا، کیونکہ اس وجود کے ساتھ مذاکرات نہ تو کسی زمین کو آزاد کروائیں گے، نہ ہمیں کوئی امن فراہم کریں گے اور نہ ہی عزت و وقار کا تحفظ کریں گے، بلکہ یہ ایک ایسا راستہ ہے جس میں دشمن کی غلامی تھوپ دی جاتی ہے اور مرضی چھین لی جاتی ہے، خاص طور پر جبکہ آج جو شرائط ڈکٹیٹ کروائی جارہی ہیں وہ ایک مسترد شدہ سیکیورٹی وصایت کے علاوہ کچھ نہیں ہیں جس کا مقصد ہمیں بلیک میلنگ کے سائے تلے رکھنا اور طاقت کے عناصر سے محروم کرنا ہے۔

سوم: جسے کل تک جرم اور غداری سمجھا جاتا تھا، وہ آج سیاسی دانشمندی نہیں بن سکتا، اور کسی بھی صورت حال یا جواز کے تحت اسے قانونی حیثیت دینا جائز نہیں ہے۔

بیان میں مزید کہا گیا ہے: بے شک بنیادی اصول اسباب اور بہانوں کے بدلنے سے تبدیل نہیں ہوتے، اور جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ امریکہ اور اس کے پروردہ یہودی وجود کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش اور ان کے احکامات کے آگے سر تسلیم خم کرنے سے امن یا استحکام آئے گا، تو وہ سراب کے پیچھے بھاگنے والا ایک وہمی ہے، اور آج کے واقعات ان احمقانہ پالیسیوں کے تلخ پھل کے سوا کچھ نہیں ہیں۔

اور پریس ریلیز میں اس بات پر زور دیا گیا:

بے شک آج ہم سب پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم اس عظیم برائی اور سنگین جرم سے مکمل برات کا اعلان کریں، اور اس بات پر زور دیں کہ یہود کے ساتھ کوئی بھی حفاظتی یا سیاسی معاہدہ باطل ہے، جو ہماری نمائندگی نہیں کرتا اور ہم اس پر کبھی راضی نہیں ہوں گے۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ اس امت کے آخری حصے کی اصلاح بھی اسی چیز سے ہوگی جس سے اس کے پہلے حصے کی اصلاح ہوئی تھی: یعنی نبوت کے نقشِ قدم پر قائم دوسری خلافتِ راشدہ کے سائے میں اسلام کے ذریعے حکومت، جو حاکمیت کو شریعت کی طرف اور اقتدار کو امت کی طرف واپس لوٹائے گی، اور مجرموں اور سرنگوں ہونے والوں کے دور کا خاتمہ کرے گی۔

===

اداریہ کے تحت:

امت کے لشکروں میں موجود مخلصین کے لیے حزب التحریر کو نصرت فراہم کرنے کا بہترین موقع

یہ سچ ہے کہ یہودی وجود جو کچھ کر رہا ہے وہ اسی منظر نامے کی تصدیق کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابِ عزیز میں ہمارے لیے کھینچا ہے، جب اس نے فرمایا: ﴿وَقَضَيْنَا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي الْكِتَابِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوّاً كَبِيراً﴾"اور ہم نے کتاب میں بنی اسرائیل کو صاف صاف بتا دیا تھا کہ تم زمین میں دو بار فساد مچاؤ گے اور بڑی سرکشی اختیار کرو گے۔"(سورۃ الإسراء: آیت 4)

لیکن یہ فساد اور سرکشی لوگوں کی رسی کے سہارے ہے، نہ کہ اللہ کی طرف سے اور نہ ہی ان کے اپنے بل بوتے پر، جو کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے عین مطابق ہے: ﴿ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُواْ إِلاَّ بِحَبْلٍ مِّنَ اللهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآؤُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُواْ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللهِ وَيَقْتُلُونَ الأَنبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ذَلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُواْ يَعْتَدُونَ﴾"ان پر ذلت تھوپ دی گئی ہے، جہاں کہیں بھی وہ پائے جائیں، سوائے اس کے کہ وہ اللہ کے عہد (رسّی) اور لوگوں کے عہد کے سائے میں ہوں، اور وہ اللہ کے غضب کے مستحق ہوئے اور ان پر محتاجی مسلط کر دی گئی۔ یہ اس لیے کہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے تھے۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ زیادتی کرتے تھے۔"(سورۃ آل عمران: آیت 112)

اور ایک طویل عرصے سے ان سے اللہ کی رسی کٹ جانے کے بعد، اب لوگوں کا سہارا (رسی) بھی کٹنے کے قریب ہے کیونکہ مغربی اقوام ان سے دور ہو رہی ہیں اور ان کے خلاف عالمی رائے عامہ مضبوط ہو رہی ہے جو مغربی مجرم حکمرانوں اور خصوصاً امریکی حکمرانوں پر ان کی حمایت بند کرنے کے لیے دباؤ ڈال رہی ہے۔ اور یہ امت کی افواج میں موجود ہر مخلص کے لیے ایک موقع ہے کہ وہ حزب التحریر کے ساتھ ہاتھ ملائے اور اسے دوسری خلافتِ راشدہ کے قیام کے لیے نصرۃ (عسکری مدد) فراہم کرے، جو مسلمانوں کے نااہل حکمرانوں (رویبضات) کے اقتدار کا خاتمہ کرے گی — جو کہ یہودی وجود اور مغرب کا حفاظتی والو ہیں — اور لشکروں کو فلسطین اور مسلمانوں کی تمام مقبوضہ سرزمینوں کو آزاد کرانے کے لیے آگے بڑھائے گی، اور ہمیں فتح، آزادی اور حاکمیت کے میدانوں کی طرف لے جائے گی، تاکہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سچ ثابت ہو جائے: ﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيداً﴾"وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے، اور گواہ کے طور پر اللہ ہی کافی ہے۔"(سورۃ الفتح: 28)

===

موت کی کشتیاں تیونس کے نوجوانوں کی زندگیاں نگل رہی ہیں

حزب التحریر/ولایہ تیونس کے میڈیا آفس کی طرف سے جاری کردہ ایک پریس ریلیز میں کہا گیا ہے: جبکہ ہر سال ہمارے دسیوں ہزار بچے تعلیم سے محروم ہو کر سڑکوں پر آ جاتے ہیں، جہاں بے روزگاری، منشیات، جرائم اور موت کی کشتیاں انہیں دبوچنے کے لیے تیار رہتی ہیں، وہ خود کو پینے

کے صاف پانی اور بجلی جیسی بنیادی ترین روزمرہ کی ضروریات کی تلاش کی بھول بھلیاں، اور ہجرت، سمندر کی لہروں سے نبرد آزما ہونے اور زندگی کی نامعلوم راہوں پر نکلنے کے درمیان پاتے ہیں، تاکہ مغرب کے ٹکڑوں کی تلاش کی جاسکے جو ان کے ملک کی دولت لوٹ رہا ہے اور ان کا خون چوس رہا ہے، جہاں بن قردان شہر کے 13 نوجوان یورپ کی طرف خفیہ سفر کے دوران ڈوب کر جاں بحق ہوگئے، تاکہ ان کی زندگیاں بھی موت کی کشتیوں کے شکار ہونے والوں کی اس طویل فہرست میں شامل ہو جائیں جو ایک المناک المیہ ہے، نہ تو یہ پہلا ہے اور نہ ہی آخری ہوگا جب تک امت کے نوجوانوں کو ان کے ملک کی دولت سے محروم رکھا جائے گا اور ان کے سامنے روزگار اور باعزت زندگی کے دروازے بند رکھے جائیں گے۔ بیان میں اہل تیونس کو مخاطب کرتے ہوئے مزید کہا گیا ہے: **﴿إِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِن رَّوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ﴾** "بے شک اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے مگر وہی لوگ جو کافر ہیں۔" (سورۃ یوسف: آیت 87)

چنانچہ اس مایوس کن حقیقت کے باوجود جو انسان کے بنائے ہوئے خود ساختہ نظام اور نقصان رساں حکمرانوں (حکامِ ضرار) کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے، اس کے چنگل سے ہمارا چھٹکارا پانا اور قیادت اور سربراہی کے اس درجے پر واپس آنا جو اللہ نے ہمارے لیے پسند کیا ہے، ہماری آنکھ جھپکنے سے بھی زیادہ قریب ہے، بشرطیکہ ہم انسانوں کے بنائے ہوئے خود ساختہ نظاموں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں اور اللہ کی مضبوط رسی کو تھام لیں اور رب العالمین کی شریعت کی پابندی کریں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: **﴿وَأَن لَّوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَاهُم مَّاءً غَدَقًا﴾** "اور اگر وہ راہِ راست پر ثابت قدم رہتے تو ہم یقیناً انہیں کثرت سے پانی دیتے۔" (سورۃ الجن: آیت 16)

اور اس بات پر زور دیا کہ: خلافت کے سائے میں اللہ کے نازل کردہ قوانین کے مطابق فیصلہ کرنا ہی وہ محفوظ پناہ گاہ ہے جو مسلمان نوجوانوں کی حفاظت کرتی ہے، ان کے معاملات کی دیکھ بھال کرتی ہے اور ان کی دولت کا تحفظ کرتی ہے... اور ہجرت کے بارے میں سوچنے کے بجائے، ہجرت کرنے والوں کے تمام ترغصے کا رخ اپنے ممالک میں قائم ظالم نظاموں کی طرف ہونا چاہیے تاکہ وہ انہیں جڑوں سے اکھاڑ پھینکیں اور ان کی جگہ وہ نظام لائیں جو ان کے اپنے ممالک میں ان کی عزت کی حفاظت کرے اور اللہ کی طرف سے ان کے ملک کو دی گئی وافر نعمتوں اور پوشیدہ خزانوں کے ذریعے ان کے لیے باعزت معیشت کی ضمانت فراہم کرے۔

===

یہودی وجود کی طرف سے مسجد اقصیٰ کے 70 فیصد رقبے پر قبضے کے منصوبے پر تنبیہ

الوعی میگزین، شمارہ 482 کے مطابق (بشکریہ/ تلخیص): قدس انٹرنیشنل سینٹر کے سربراہ ڈاکٹر حسن خاطر نے کہا کہ قابض حکام نے 1967 میں بیت المقدس شہر پر قبضے کے بعد سے مسجد اقصیٰ پر اپنا براہِ راست کنٹرول مسلط کرنے کی کوششیں کبھی بند نہیں کیں، انہوں نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ موجودہ مرحلہ ایک "انتہائی خطرناک مرحلے" کی طرف منتقلی کا شاہد ہے جس کا مقصد مسجد کو اس کی اسلامی شناخت سے محروم کرنا اور اسے قابض فورسز کے تحت ایک سیکیورٹی زون میں تبدیل کرنا ہے۔ ڈاکٹر خاطر نے وضاحت کی کہ موجودہ نمایاں ترین منصوبوں میں سے ایک

مسجد اقصیٰ کے مشرقی حصے کو نشانہ بنانا ہے جس میں مصلیٰ بابِ رحمت اور اس کے ارد گرد کے صحن شامل ہیں، اسے بتدریج ایک بند سیکیورٹی زون میں تبدیل کیا جارہا ہے جس کا انتظام قابض حکام کے پاس ہوگا اور اسے مسجد کے بقیہ حصوں سے الگ کر دیا جائے گا۔ اور تقسیم کے منصوبوں کے تناظر میں، ڈاکٹر خاطر نے لکود پارٹی سے تعلق رکھنے والے رکنِ پارلیمنٹ (کنیسٹ) امیت ہیلیوی کی طرف سے 2023 میں پیش کردہ تجویز کا حوالہ دیا جس میں انہوں نے مسجد اقصیٰ کے بڑے حصوں پر یہودی وجود کا کنٹرول قائم کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ ڈاکٹر خاطر نے اس بات پر زور دیا کہ اس منصوبے پر عمل درآمد کا مطلب یہ ہوگا کہ قابض انتظامیہ مسجد اقصیٰ کے کل 144 دونم رقبے کے تقریباً 70 فیصد حصے پر اپنا کنٹرول حاصل کر لے گی، اور اس تقسیم کو محض عارضی وقتی بٹوارے سے مستقل مکانی علیحدگی میں تبدیل کر دے گی، جیسا کہ الخلیل شہر میں واقع مسجد ابراہیمی کے ساتھ کیا گیا تھا۔ مبصرین کا خیال ہے کہ موجودہ منصوبے عارضی حفاظتی اقدامات کا حصہ نہیں ہیں، بلکہ یہ مسجد اقصیٰ کی شناخت کو تبدیل کرنے اور زمین پر ایک نیا رخ مسلط کرنے کا ایک منظم طریقہ کار ہیں، جس کا مقصد مسجد کی جغرافیائی اور انتظامی وحدت کو پارہ پارہ کرنا ہے۔

===

امریکہ اور نو فلائی زون کے ذریعے دار فور کو الگ کرنے کی طرف پیش رفت!

سفارتی ذرائع نے "الشرق بلومبرگ" کو بتایا کہ عرب اور افریقی امور کے لیے امریکی صدر کے مشیر، مسعد بولس نے سوڈان کے حوالے سے پیر کے روز اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا اجلاس بلانے کا مطالبہ کیا ہے۔ ذرائع کے مطابق، بولس اس اجلاس کے دوران سوڈانی مسلح افواج اور ریپڈ سپورٹ فورسز دونوں کے زیرِ کنٹرول علاقوں میں نو فلائی زون نافذ کرنے کی تجویز پیش کریں گے، اس کے ساتھ ساتھ فوج اور ریپڈ سپورٹ فورسز کو ہتھیاروں کی فراہمی پر پابندی عائد کرنے کی تجویز بھی دی جائے گی۔ سوڈان میں حزب التحریر کے ترجمان استاد ابراہیم عثمان (ابو خلیل) نے ایک پریس ریلیز میں کہا ہے: اگر اس اقدام کو سلامتی کونسل سے پاس کروالیا گیا، تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ دار فور کو الگ کرنے کی جانب ایک پیش قدمی ہے، جو فوج کی صلاحیت کو مفلوج کرنے اور اسے دار فور واپس حاصل کرنے سے روکنے کے ذریعے کی جائے گی، اور ایسا لگتا ہے کہ فوج کی قیادت اس منصوبے سے باخبر ہے، کیونکہ گزشتہ جمعہ کو، ریاستِ جزیرہ کے شہر المناقل میں جنرل برہان نے اس بات پر زور دیا تھا کہ وہ آنے والے دنوں میں سوڈان اور خود اپنے اوپر نئی پابندیاں عائد کیے جانے کو خارج از امکان قرار نہیں دیتے، انہوں نے اصرار کیا کہ سوڈان کے دشمن ملک کو مغلوب کرنا اور جھکانا چاہتے ہیں، لیکن یہ کبھی نہیں جھکے گا! انہوں نے مزید کہا: مزید یہ کہ امریکہ بولس فارمولے کے ذریعے جنگ بندی کے معاہدوں کا ارادہ رکھتا ہے، اور اب نو فلائی زون کی کوشش کر رہا ہے، اس طرح وہ سوڈانی فوج کی طرف سے دار فور کو دوبارہ حاصل کرنے کا راستہ مکمل طور پر بند کر رہا ہے اور اس پر حمیدتی کے تسلط کو مضبوط کر رہا ہے، اور امریکہ اس طرح سوڈان میں لیبیا کا منظر نامہ دہرا رہا ہے، اور جس طرح اس نے جنوبی سوڈان کو الگ کرنے میں وقت لیا تھا، وہ یہاں بھی وہی کر رہا ہے۔ استاد ابو خلیل نے اپنے بیان کا اختتام یہ کہتے ہوئے کیا: پس اے سوڈان کے لوگو! پچھتاوے سے پہلے معاملے کو سنبھال لو، اور یہ وقت پچھتانے کا نہیں ہے، اور دونوں لڑنے والے فریقوں کا ہاتھ پکڑو اور انہیں زبردستی حق کی طرف لاؤ، اور حزب التحریر کی نصرۃ (عسکری مدد) کرو تاکہ نبوت کے نقشِ قدم پر خلافتِ راشدہ قائم ہو سکے، کیونکہ اسی میں اسلام اور مسلمانوں کی عزت ہے، اور کفر و کافروں کی ذلت ہے، اور اللہ کی سب سے بڑی خوشنودی ہے۔

===

کیاامت اپنے خلیفہ کی بیعت کے اپنے حق کو واپس لینے میں جلدی نہیں کرے گی؟!

بے شک آج امتِ مسلمہ پر واجب ہے کہ وہ اپنے غصب شدہ اقتدار کو واپس لینے کے لیے کام کرے، نہ کہ کافر استعمار سے کسی خیر کی توقع رکھے اور نہ ہی اس کے ایجنٹوں سے کسی کامیابی کی امید کرے، کیونکہ اسلام نے اقتدار امت کو سونپا ہے؛ جہاں اس نے حاکم ـــ جو کہ مسلمانوں کا خلیفہ ہوتا ہے ـــ کے تقرر کو اس بات سے مشروط کیا ہے کہ وہ امت سے شرعی بیعت کے ذریعے حکومت حاصل کرے۔ اور نبی کریم ﷺ نے امت سے اقتدار حاصل کیا تھا، اسے غلبہ اور جبر کے ذریعے حاصل نہیں کیا تھا۔

چنانچہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: **«بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ»** "ہم نے رسول اللہ ﷺ سے تندہی اور ناگواری (ہر حال) میں بات سننے اور اطاعت کرنے پر بیعت کی۔"

اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: **«وَمَنْ بَايَعَ إِمَاماً فَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ وَثَمَرَةَ قَلْبِهِ فَلْيُطِعْهُ إِنْ اسْتَطَاعَ، فَإِنْ جَاءَ آخَرُ يُنَازِعُهُ فَاضْرِبُوا عُنُقَ الْآخَرِ»** "اور جس نے کسی امام سے بیعت کی اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا اور اپنے دل کا پھل (خلوصِ دل) اسے پیش کیا، تو جہاں تک ہو سکے وہ اس کی اطاعت کرے، پھر اگر کوئی دوسرا شخص اس سے جھگڑنے (اقتدار چھیننے) آئے تو اس دوسرے کی گردن اڑا دو۔"

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: **«مَنْ خَلَعَ يَداً مِنْ طَاعَةٍ لَقِيَ اللَّهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا حُجَّةَ لَهُ، وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً»** "جس نے اطاعت سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، وہ قیامت کے دن اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے پاس کوئی عذر نہ ہوگا، اور جو اس حال میں مرا کہ اس کی گردن میں بیعت نہ تھی، وہ جاہلیت کی موت مرا۔"

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **«كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ. قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: فُوا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ، أَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ»** "بنی اسرائیل کی سیاست (حکمرانی) ان کے انبیاء کرتے تھے، جب بھی کوئی نبی فوت ہوتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین بنتا، اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، اور عنقریب بہت سے خلفاء ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا: پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک کے بعد ایک کی بیعت پوری کرو، اور انہیں ان کا حق دو، کیونکہ اللہ ان سے اس رعایا کے بارے میں سوال کرنے والا ہے جس کی نگہبانی اس نے انہیں سونپی تھی۔"

تو یہ احادیث اور ان کے علاوہ دیگر احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ خلیفہ، جو کہ اسلام میں حاکم ہے، اقتدار لوگوں کی بیعت کے ذریعے حاصل کرتا ہے، اور بیعت اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کے لیے ہوتی ہے، چنانچہ وہ اللہ کی شریعت کا نفاذ کرنے والا اور امت کا نگہبان ہے، نہ کہ وہ کسی کا ملازم یا ایجنٹ ہے۔

===

دنیا صرف اسی کا احترام کرتی ہے جو اپنے فیصلوں کا خود مالک ہو اور اپنے مفادات کا دفاع کرنا جانتا ہو

وہ امت جو ایسے وسائل، جغرافیائی محلِ وقوع اور افرادی قوت کی مالک ہے جو اسے فیصلہ سازی میں شراکت دار بننے کے قابل بناتے ہیں، اس کے شایانِ شان نہیں کہ وہ محض احکامات وصول کرنے کی پوزیشن میں رہے۔ کیونکہ خود مختاری کوئی ایسا نعرہ نہیں ہے جو تقریروں میں بلند کیا جائے، بلکہ یہ ایک ایسا عملی موقف ہے جس کا امتحان اس وقت ہوتا ہے جب قومی ارادہ بڑی طاقتوں کے دباؤ سے ٹکراتا ہے۔ بے شک تاریخ ان لوگوں پر کبھی رحم نہیں کرتی جو اپنے ملکوں کا مقدر بیرونی طاقتوں کی مرضی سے وابستہ کر دیتے ہیں۔ کیونکہ اتحاد بدل سکتے ہیں اور مفادات تبدیل ہو سکتے ہیں، لیکن عوام ہی وہ ہوتے ہیں جنہیں ذلت آمیز فیصلوں کے نتائج بھگتنا پڑتے ہیں۔ اور وہ ریاستیں جو اپنے فیصلے اپنے مفادات کی بنیاد پر نہیں کرتیں، وہ ہمیشہ خود کو مغربی منصوبوں کے پیچھے چلنے کی قیمت ادا کرتے ہوئے پائیں گی، اور ان پالیسیوں کا بل ادا کریں گی جو انہوں نے خود تیار نہیں کی تھیں۔

خطے کو آج امریکہ کی طرف سے مسلط کردہ مزید دھڑے بندیوں کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ ایک آزاد سیاسی ارادے کی ضرورت ہے جو امت کے مفاد کو ہر چیز پر مقدم رکھے، اور یہ سمجھے کہ دنیا کا احترام اس شخص کو نہیں دیا جاتا جو صرف وہی کرنے پر اکتفا کرتا ہے جو اس سے مانگا جاتا ہے، بلکہ اس کو دیا جاتا ہے جو اپنے فیصلوں کا خود مالک ہو اور اپنے مفادات کا دفاع کرنا جانتا ہو۔ اور یہیں پر اصل المیہ پوشیدہ ہے؛ وہ امت جو کبھی عالمی طاقت کا توازن متعین کرتی تھی، آج استعماری ممالک کی طرف سے اپنے لیے بنائے گئے فیصلوں اور خاکوں کی منتظر رہتی ہے، ایسا اس لیے نہیں ہے کہ مسلمان اپنی دولت یا جغرافیائی اہمیت کھو چکے ہیں، بلکہ اس لیے ہے کہ وہ اپنی وحدت کے جامع تشخص اور نظام (وجود) سے محروم ہو چکے ہیں۔ اور یہ حقیقت تب تک نہیں بدلے گی جب تک امت اپنا وہ سیاسی نظام (وجود) بحال نہیں کر لیتی جو اس کے ارادے کو متحد کرے اور اقوامِ عالم میں اسے اس کا کھویا ہوا مقام واپس دلائے۔

===

﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَاماً﴾

"اور اپنے وہ مال جنہیں اللہ نے تمہاری زندگی کے قیام کا ذریعہ بنایا ہے، بے وقوفوں کے حوالے نہ کرو۔" (سورۃ النساء: آیت 5)

فرانس کے صدر میکرون نے پیرس میں ابن سلمان کا استقبال کیا، اس دورے میں جہاں مشرقِ وسطیٰ کے بحرانوں پر بات چیت کی گئی وہیں دونوں ممالک کے درمیان اقتصادی روابط کو مضبوط بنانے پر بھی غور کیا گیا۔ میکرون نے پیرس کے قریب واقع علاقے سرجی پونٹواز میں تین تھیم پارکس کی تعمیر کے لیے چھ ارب یورو مالیت کی سعودی سرمایہ کاری کا اعلان کیا، اور انہوں نے اس منصوبے کو ایک بے مثال قدم قرار دیا جس سے 22 ہزار براہِ راست ملازمتیں پیدا ہونے کی امید ہے۔ اس کے علاوہ دونوں فریقوں نے دفاع، سلامتی، ٹرانسپورٹ، توانائی اور صنعت کے شعبوں پر محیط مزید 20 معاہدوں پر دستخط کیے۔ فلسطینی معاملے کے حوالے سے، پیرس اور ریاض نے (اسرائیلی بستیوں کی تعمیر کی پالیسی کے خاتمے) کا مطالبہ کیا جو دو ریاستی حل کے لیے خطرہ ہے، اور یہ وہ راستہ ہے جسے انہوں نے گزشتہ سال مل کر بحال کرنے کی ناکام کوشش کی تھی۔

الرایہ: ستم ظریفی یہ ہے کہ ابن سلمان اپنے بیگ میں پیرس کے لیے تو چھ ارب یورو کی سرمایہ کاری اٹھائے ہوئے تھے، جبکہ مشترکہ اختتامی بیان میں بستیوں کی تعمیر کو روکنے کا صرف زبانی کلامی مطالبہ تھا۔ ایک لفظ کے بدلے چھ ارب یورو! تو یہود اس مطالبے کو سنجیدگی سے کیسے لیں گے، جبکہ وہ کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ مسلمانوں کی دولت پیرس کو آباد کر رہی ہے اور مسلمانوں کے مخالفین کی معیشت کا پہیہ چلا رہی ہے؟! بے شک دولت جب ٹھوس سیاسی موقف سے پہلے پیش کر دی جائے، تو وہ اس موقف کو اس کے معنی سے خالی کر دیتی ہے اور اسے دباؤ کے بجائے محض ایک سجاوٹی دکھاوا بنا دیتی ہے۔ اس امت کے وسائل اس کے حکمرانوں کے پاس امانت ہیں، جن کے بارے میں تاریخ سے پہلے ان سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں سوال کیا جائے گا۔ اور ان اموال سے پیرس میں تفریحی پارکس اور مغربی دارالحکومتوں میں سرمایہ کاری کے محلات اس لیے بنے ہیں — جس کی وجہ سے مشرق کا عام مسلمان بدترین محاصرے اور غربت کا شکار ہے جبکہ مغرب میں سعودی سرمایہ کار اپنی امت کے بجائے دوسروں کے لیے روزگار کے مواقع پیدا کر رہا ہے — کیونکہ جب حکمران اپنی قوم اور اپنے عقیدے کی وفاداری سے آزاد ہو جاتے ہیں، تو پھر ان کے پاس اغیار کی غلامی اختیار کرنے کے سوا کوئی راستہ نہیں بچتا۔

===